اسلام میں نظامِ جیل خانہ جات کا آغاز وارتقاء: خلافت راشدہ کا اختصاصی مطالعہ

The Origin and Evolution of the Prison System in Islam: A Special Study of the Rightly Guided Caliphate

Dr. Abdu ur Rahman Bhatti[1]

Abstract:

This research paper presents a historical and analytical study of the evolution of prisons system of the rightly guided caliphate (*Khilāfat e Rāshidah*) time. At that initial and ideal time of History of Islam, the concept of prisons was not merely limited to the punishment rather it was deeply connected to the establishment of individual reform, social security and collective justice. The paper analyzes that from the untraditional methods of prisons in Prophetic era to the period of caliph Umar (R.A), how the prisons system was gradually organized. This article throws light on the judicial policies, prisoners' rights, the respect of human prestige and ethical aspects of punishment. Particularly, it has been made clear that during that time of caliphate, the purpose of imprisonment was not for any revenge, rather it was for individual reform, assurance of discipline and restoration of social balance. Moreover, administrative structure of prisons, principals of supervision and the good treatment towards prisoners during that period, have also been discussed here. So, this research has concluded that the system of imprisonment of Rightly Guided Caliphate was consistent with modern reformist ideas and based on human values.

Keywords: *prison system, human prestige, rightly guided caliphate, Khilāfat e Rāshida, judicial policies*

ا۔ تمہید:

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انسان کو پیدا کیا بلکہ احسن طریقے سے زندگی گزارنے کے لیے اس کی راہنمائی بھی کی ہے اور اچھائی پر عمل کرکے دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کی سمجھ اور توفیق بھی دی ہے۔ انسان کو معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے اور معاشرہ میں رہتے ہوئے کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں معاشرے میں جرائم کا نشو نما پانا قدرتی عمل ہے۔ مہذب معاشرے میں بھی مختلف نوعیت کے جرم ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام سے قبل وہ کونسا جرم اور گناہ تھا جو عرب معاشرہ میں نہیں پایا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل وغارت کا نہ رکنے والا سلسلہ، انسانی کھوپڑیوں میں شراب پینا، لاشوں کا مثلہ کرنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، غلاموں سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرنا، جھوٹ، دغا بازی، ملاوٹ اور درندوں کی طرح زندہ جانور کے جسم سے گوشت کاٹ لینا وغیرہ کوئی عیب تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ معاشرہ برائیوں کا مجموعہ بنا ہوا تھا۔

[1]. Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Govt. Graduate College, Civil Lines, Sheikhupura

انسانیت اپنے بدترین دور سے گزر رہی تھی۔ لیکن نبیِ رحمت ﷺ نے ان لوگوں کی ایسی اصلاح اور تربیت فرمائی کہ جو لوگ ہر طرح کی برائیوں میں جکڑے ہوئے تھے وہ یکسر بدل گئے۔ جن لوگوں کی رگوں میں قتل وغارت رچی بسی ہوئی تھی، حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت سے وہ پرندوں تک کی جانوں کی حفاظت کرنے لگ گئے۔ اسلام نے تربیت واصلاح کا ایسا نظام متعارف کروایا کہ بدترین کردار والے لوگ بھی عظیم مصلح بن گئے۔ کسی بھی معاشرے خصوصاً اسلامی معاشرہ میں جرائم کی روک تھام کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور جرائم کے انسداد کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اسباب کو روکا جائے۔ اگر کوئی جرم کرتا ہے تو اس کے ساتھ جیل میں ایسا سلوک کیا جائے کہ اس کو اپنے جرم کی سنگینی کا احساس بھی ہو جائے اور اس کی ایسی تربیت اور اصلاح کی جائے کہ وہ آئندہ جرم سے توبہ کرلے اور اپنی سزا مکمل کرنے کے بعد معاشرے کا ایک مفید شہری بن جائے۔ نیز اسلامی تعلیمات پر عمل کرکے دنیا اور آخرت کی کامیابیاں حاصل کرلے۔ لیکن افسوس کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج پاکستان کی جیلیں جرم اور جرائم پیشہ افراد کی نرسریوں کا کام کر رہی ہیں۔ ہمارے ملک کی جیلیں مجرموں کے قلب وفکر میں کوئی پائیدار تبدیلی پیدا کرنے میں ناکام ہو چکی ہیں۔ اور جیلیں ہونے کے باوجود جرائم میں برق رفتاری سے بڑھ رہے ہیں۔ یورپ میں بھی جرائم ہوتے ہیں وہاں بھی جیلیں موجود ہیں لیکن وہاں قیدیوں کی فلاح و بہبود اور اصلاح کے لیے خطیر رقم خرچ کی جاتی ہے مغربی جیلوں میں قیدیوں کی اصلاح اور انہیں معاشرے کا ذمہ دار اور باشعور شہری بنا کر واپس آزاد دنیا میں بھیجنے کے لیے مختلف پروگراموں پر عمل کی جاتا ہے۔ ان کی اصلاح کے لیے مذہبی سکالرز تعینات کیے جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ماہر نفسیات جیلوں میں جاکر قیدیوں سے جرم کرنے کے سبب معلوم کرتے ہیں اور پھر ان اسباب کے سدِباب کے لیے نا صرف حکمتِ عملی تیار کی جاتی ہے بلکہ قیدیوں کا نفسیاتی علاج بھی کیا جاتا ہے تاکہ دوبارہ جرم کا ارتکاب نہ کریں وہاں جیلوں میں قیدیوں کی سائینٹیفک بنیادوں پر برین واشنگ کی جاتی ہے اور جیل سے رہائی کے بعد بھی حکام آزاد قیدیوں سے مسلسل رابطے میں رہتے ہیں ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ آئندہ جرم کا ارتکاب نہ کریں۔ پاکستانی جیلوں میں مجرموں کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اصلاح و تربیت کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہماری جیلیں پوری دنیا کے لیے مثال بن جائیں۔ جیلوں کو اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لیے قائم کیا جاتا ہے مگر وہ جرائم کی تربیت کا ذریعہ بن گئی ہیں۔ ہماری جیلوں کا ماحول ایسا ہے کہ جیلوں میں نو گرفتاروں کو تجربہ کار استاد میسر آجاتے ہیں جو کہ استاد سے زیادہ تجربہ کار مجرم ہوتے ہیں۔ چنانچہ جیل مجرم کو معاشرے سے کاٹ کر اور معاشرتی دباؤ سے آزاد کرکے تجربہ کار مجرموں کی ہمہ گیر تحویل میں دے دیتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ شب وروز گزارتا ہے اور اس کو جرم کے نئے نئے طریقے دریافت کرنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جیلوں میں مجرموں کو صرف قید کرنے سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہوں گے جب تک ان کی اصلاح کی کوشش نہ کی جائے گی۔

ہمارے معاشرہ میں جرائم میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی کئی ایک وجوہات ہیں۔ جیلیں جرائم پیشہ افراد کو محبوس رکھنے کی جگہ ہے۔ لیکن ہمارے مشاہدے میں یہ بات آتی ہے کہ جو مجرم ایک مرتبہ جیل میں قید کاٹ کر باہر آجاتا ہے تو بجائے آئندہ جرم ترک کرکے ایک شریف شہری بن جانے کے وہ عادی مجرم بن جاتا ہے۔ اس کے جرائم کی شرح میں خوفناک حد تک اضافہ ہو جاتا ہے۔ میرے مشاہدے میں ایک ایسا مجرم آیا ہے کہ جو پہلی دفعہ ایک معمولی جھگڑے کی بنیاد پر جیل گیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس کی ایسی ذہن سازی کی جاتی کہ وہ دوبارہ جرم سے نفرت

کرنے لگ جاتا اس کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقوق العباد کی اہمیت بتلائی جاتی کہ اسلام تو مسلمان بھائی کی طرف نشانہ بازی کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس کی اصلاح کی کوشش نہ کی گئی اور آج وہ چار انسانی جانوں کو قتل کر کے مفرور ہے۔ اسی طرح کے بہت سے واقعات ہمیں معاشرہ میں ہوتے رہے ہیں۔ اسلام انسان کی زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی کرتا ہے۔ آج جدید سائنسی دور ہے ہر کام میں جدت اور ٹیکنالوجی کی جھلک نمایاں ہے اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امریکہ جیسے ترقی یافتہ اور جدید ٹیکنالوجی کے حامل ملک کی جیلوں میں اصلاحِ مجرم کے طریقوں کو بھی سامنے رکھ کر وہاں کے طریقوں کا جائزہ لیا جائے گا اور پھر اسلامی تعلیمات اور دورِ حاظر کی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسا مجرموں کی اصلاح کے لیے ایسا لائحہ عمل پیش کیا جائے گا جو مجرموں کی اصلاح میں مدومعاون ثابت ہو گا۔ مجرموں کی اصلاح آج وقت کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے۔ اگر ایک مجرم کی اصلاح کر دی جائے گی تو وہ صرف ایک فرد کی اصلاح نہیں ہو گی بلکہ اس مجرم کے دوسرے ساتھیوں کی اصلاح وہدایت کا موجب بھی بن سکتی ہے۔

۲۔ جیل خانہ کا مفہوم

جیل انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کی تعریف مختلف انگلش ڈکشنریوں میں کی گئی ہے۔ The Oxford English Dictionary میں جیل کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

> "*A place or a building for the confinement of persons accused or convicted of a crime or offence. Now a public building for the detention of persons committed by process of law.*"[2]

> "جیل سے مراد ایسی جگہ یا عمارت ہے۔ جن میں ملزمان کو بطور مجرم سزا کے طور پر رکھا جاتا ہے۔ آج کل ایک عام عمارت کے لیے جس میں قانون کے مطابق مجرموں کو سزا کے طور پر رکھا جاتا ہے۔"

Oxford Urdu English Dictionary میں جیل کی تعریف یوں کی گئی ہے:

> "جیل: قید خانہ، قید میں ڈالنا، قید خانے میں ڈالنا، بندی خانے میں ڈالنا، جیل میں ڈالنا۔"[3]

اردو انسائیکلوپیڈیا میں قید خانہ کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

> "قید خانہ: جرائم کے مرتکب اشخاص یا قانونی حکام کی طرف سے سزا یافتہ لوگوں کے لئے محبوس یا پابند رہنے کی جگہ یہ بندش دو طرح کی ہوتی ہے، یا تو دوران مقدمہ میں حوالات کی بندش اور یا فیصلے کے بعد کی سزا۔"[4]

اردو زبان کی طرح جیل کے عربی زبان میں بھی کئی مترادفات ہیں۔ الحبس، الامساک، العضل، السجن، نفی من الارض اور التغریب وغیرہ اصطلاحات عربی زبان میں قید خانہ اور جیل کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

---

[2]. The Oxford English Dictionary, Oxford University Press, 2000, p.197

[3]. Oxford Urdu–English Dictionary, Oxford University Press, 1999, p.139

[4]. اردو انسائیکلوپیڈیا (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۲ء) ص: ۲۱۰۔

Urdu Encyclopedia (Lahore: Feroz Sons Limited, 1962), 210.

الحبس: حبس کے لغوی معنی روکنے، پکڑنے اور منع کرنے کے ہیں مثلاً **حبسه، یحبسه، حسبا، فهو محبوس، و احبسته و حبسه:**

"امسکه عن وجهه۔"[5]

"اس نے اُسے اُس کے سامنے سے پکڑ لیا یا روک لیا۔"

المعجم الوسیط میں الحبس کے معنی اس طرح سے ہیں:

"الحبس : مشاة الجیش المکان یحبس فیه۔"[6]

"وہ مکان، جگہ جہاں قید رکھا جائے۔"

چنانچہ جیل ایک ایسی جگہ ہے جہاں قیدیوں کو پابند رکھا جاتا ہے۔

۳۔ جیل کا اسلامی تصور:

اسلام دنیا میں واحد ایک ایسا دین ہے جو انسان کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں راہنمائی کرتا ہے چاہے اُس مسئلہ کا تعلق مذہب، تہذیب، سیاست، معیشت یا معاشرت سے ہو۔ ان زندگی کے تمام شعبوں کے ساتھ ساتھ اسلام نے معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کے لئے عدل وانصاف اور جرم و سزا کا ایک مکمل نظام بھی فراہم کیا ہے۔ اس میں امنِ عامہ کے لئے حدود و تعزیرات اور قصاص کی صورت میں مختلف جرائم کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ جیل کا تصور قرآن مجید میں سورہ یوسف میں تفصیلی انداز میں ملتا ہے کہ جس میں ۹ مقامات پر سجن (جیل خانہ) کا ذکر آیا ہے۔ سجن کا لفظ سورہ یوسفؑ کی آیات میں آیا ہے۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کے بارے میں کہا:

"وَلَئِنْ لَمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوناً مِنَ الصّٰغِرِيْنَO"[7]

"اور اب اگر اس نے وہ نہ کیا جسکا میں اسے حکم دیتی ہوں تو اسے ضرور قید کیا جائے گا اور یقیناً وہ بے عزت ہوگا۔"

عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کو برائی کی دعوت دی جو کہ حضرت یوسفؑ نے قوت ایمانی سے ٹھکرا دی تو زوجہ فرعون نے آپ کو قید کروانے کی دھمکی دی آپ نے برائی کا ارتکاب کرنے پر قید ہو جانے کو ترجیح دی۔

"رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ-"[8]

"اے میرے رب! مجھے قید پسند ہے اس بات سے جس طرف مجھے یہ بلا رہی ہے۔"

---

[5]۔ الزبیدی، محمد المرتضیٰ، تاج العروس من جواهر القاموس (بیروت: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، ۱۹۹۴ء) ص: ۲۲۱۔

Muḥammad al-Murtaḍā al-Zabīdī, *Tāj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Beirut: Dār al-Fikr li'l-Ṭibāʿah wa'l-Nashr wa'l-Tawzīʿ, 1994), 221.

[6]۔ احمد حسن، ابراہیم مصطفی، المعجم الوسیط، بذیل مادہ، "الحبس (تہران: المکتبہ العلمیہ) ص: ۱۹۳۔

Aḥmad Ḥasan and Ibrāhīm Muṣṭafā, *Al-Muʿjam al-Wasīṭ*, s.v. "al-Ḥabs" (Tehran: Al-Maktabah al-ʿIlmiyyah), 193.

[7]۔ یوسف (۱۲) ۳۲۔

Qurʾān, Yūsuf 12:32

[8]۔ ایضاً، ۳۳۔

ibid,12:33

قرآن میں حضرت یوسفؑ کے ساتھ قید ہونے والے دو نوجوانوں کا بھی ذکر ہے جن کو حضرت یوسفؑ نے توحید کی دعوت دی۔آپؑ نے پہلی بار جیل سے اپنی تبلیغ کا آغاز کیا اور سب سے پہلے جیل کو اصلاح و تربیت کا مرکز بنایا۔

"وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ۔"[9]

"اور اس کے ساتھ قید خانے میں دو جوان بھی داخل ہوئے۔"

اسی طرح ملزموں کو بطور سزا قید کرنا بھی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

"وَاللاَّتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلاًO"[10]

"تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کی مرتکب ہوں ان پر چار گواہ قائم کرو۔جب وہ گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں اس وقت تک روکے رکھو جب تک ان کو موت آجائے یا اللہ ان کے لئے راہ نکال دے۔"

قید کا تصور صرف جیل میں ہی نہیں بلکہ مخصوص حالات کو پیدا کر کے بھی قید کا ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اس آیت میں " **فامسکوھن فی البیوت**" سے مراد سزائے قید ہی ہے۔اب احادیث مبارکہ کی روشنی میں جیل یا قید خانہ کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر دیکھتے ہیں۔حدیث میں ہے:

"ان النّبی حبس رجلاً فی تهمة-"[11]

"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو تہمت کی وجہ سے قید میں رکھا۔"

اس سے مراد یعنی کہ جس شخص نے کوئی جرم کیا ہو اس سے پوچھ گچھ کے لئے اس کو حراست میں لیا جا سکتا ہے۔جرم کسی بھی قسم کا ہو اس کی کوئی نہ کوئی سزا ضرور ہوتی ہے مثلاً حضرت عمرو بن شرید اپنے باپ سے اور وہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

"قال لی الواجد یحل عرضه وعقوبته-"[12]

"مقروض کا استطاعت رکھنے کے باوجود قرض نہ لوٹانا اور اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا، مقروض کی توہین اور سزا دینے کو جائز کر دیتا ہے۔"

اسلام کا مقصود تو یہی ہے کہ زیادتی اور ناانصافی کو معاشرے میں پنپنے ہی نہ دیا جائے کسی بھی زیادتی کا ارتکاب کرنے والے کو کھلی چھٹی نہ دی جائے بلکہ اسے اس فعل سے باز رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے۔اس کے لئے جیسا کہ سنت نبوی کے مطابق جس پر قتل کا الزام لگا ہے اس سے سختی سے باز پرس کی جائے یا جو قرض جان بوجھ کر واپس نہیں کر رہا اور معاشرے میں فساد کا موجب بن رہا ہے اس کو بھی مجبور کیا جائے

9۔ یوسف، ۱۲: ۳۶۔ Qurʾān, Yūsuf 12:36

10۔ النساء(۴)۱۵۔ Qurʾān, al-Nisāʾ 4:15.

11۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن (بیروت، دار الکتاب العربی) ۳/ ۳۴۹، رقم الحدیث ۳۶۳۰۔
Abū Dāwūd Sulemān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī),3:349, Hadīth: 3630

12۔ایضاً۔ ibid

کہ وہ قرض لوٹائے اس کے لیے چاہے اسے قید ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ غزوہ بدر میں پکڑے جانے والے مشرکوں کو بھی قید کیا گیا تھا یہ ساری مثالیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کے مبارک دور میں مجرموں کو دی جانے والی سزاؤں میں قید کرنا بھی شامل تھی۔ کیونکہ کوئی معمولی جرم کرنے والے کو قتل تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کو اس کے فعل سے باز رکھنے کے لیے اس کو قید کیا جائے گا تاکہ اس کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ رہ سکیں۔اور دورانِ قید اس کی اس طرح اصلاح کی جائے کہ وہ دوبارہ جرم کا ارتکاب نہ کرے بلکہ قید کاٹ کر معاشرہ میں امن وامان اور اصلاح کی ایک واضح مثال قائم کردے۔

عہدِ نبوی میں عرب کا معاشرہ امن وامان کے حوالے سے ایک انتہائی مثالی معاشرہ تھا۔ لوگوں کی ایسی تربیت کی جاتی تھی کہ وہ جرم سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ لیکن اگر کوئی جرم کا ارتکاب کرتا تھا تو اس کے لئے بھی سزا کا نظام موجود تھا اور اس میں سزائے قید ایک عام سزا تھی۔ عہد نبوی اور عہد صدیقی میں مجرموں کو سزائے قید دی جاتی تھی لیکن اس کے لیے باقاعدہ جیلوں کا نظام نہیں تھا۔ مجرموں کو سزا کے طور پر مسجد نبوی ﷺ کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا جاتا تھا۔ اگر زیادہ دیر قید کرنا مقصود ہوتا تو کسی صحابی کا گھر اس مقصد کے لیے استعمال کر لیا جاتا تھا۔ سیرت النبی ﷺ میں مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> "قبیلہ بنی حنیفہ کا ایک آدمی ثمامہ بن آثال مسلمانوں کے ایک لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہوا تو حضور ﷺ نے اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ ثمامہ تین دن ستون سے بندھے رہے۔ نبی ﷺ اور اس کا حال دریافت فرمایا کرتے۔ بالآخر تیسرے دن ثمامہ کو معاف کر دیا گیا مگر سچائی کی زنجیر ان کے پاؤں میں پڑ چکی تھی اور وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔"[13]

مسلمانوں نے عہد نبوت ﷺ میں کئی ایک غزوات میں حصہ لیا حضور ﷺ نے اپنے پہلے ہی معرکہ یعنی کہ غزوہ بدر میں ستر کے قریب مشرک جنگجوؤں کو قیدی بنایا۔

> "اسیران جنگ بدر دو دو چار چار صحابہ کو تقسیم کر دیئے گئے تاکہ ان کو قید کرنے کا بندوبست کیا جا سکے چونکہ اس دور میں باقاعدہ قید خانے موجود نہیں تھے لوگ قیدی کو تسمہ سے باندھ دیا کرتے تھے اس لیے اس کو اسیر کہتے تھے۔"[14]

آپ ﷺ نے ان اسیران قیدیوں سے نیک برتاؤ کا حکم دیا۔ لہٰذا صحابہ کرام ان کو کھانا کھلاتے اور خود کھجوریں کھاتے تھے۔ ان قیدیوں میں ابو عزیز بھی تھے جو حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی تھے، ان کا بیان ہے:

13۔ معظم الحق، دور نبوی ﷺ کا نظام حکومت (ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۹۹۶ء) ص: ۱۵۱۔

Muʿaẓẓam al-Ḥaqq, *Daur-e-Nabawī ﷺ kā Niẓām-e-Ḥukūmat* (Lahore: Idārat al-Qurʾān wa'l-ʿUlūm al-Islāmiyyah, 1996), 151.

14۔ طبری، ابن جریر، تاریخ الامم والملوک المعروف تاریخ طبری (بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ) ۲: ۱۰۹-۱۱۰۔

Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī, *Tārīkh al-Umam wa'l-Mulūk (Tārīkh al-Ṭabarī)* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1407 AH), 2:109.

"انصاریوں نے ان کو اپنے جس گھر میں قید کر رکھا تھا جب صبح وشام کا کھانا لاتے تو روٹی ان کے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں اٹھا لیتے ان کو شرم آتی اور یہ روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا لیکن وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے اور روٹی واپس دے دیتے اور یہ اس بناء پر تھا کہ حضور ﷺ نے تاکید کی تھی کہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔"[15]

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے دور مبارکہ میں سزائے قید دی جاتی تھی اور اس کے لیے عام کھلی جگہ اور عمارت کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔اس بات کا واضح ثبوت احادیث مبارکہ سے ملتا ہے، بہز بن حکیم نے اپنے باپ، انہوں نے ان کے دادا سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو الزام میں قید کیا تھا۔[16]

یعنی کہ ابھی صرف اس پر الزام لگا ہے اور معاشرہ میں امن وامان کا اتنا خیال رکھا جاتا تھا کہ ایسی ناپسندیدہ حرکتوں میں ملوث افراد کو زیرِ حراست لیا جاتا تھا تاکہ دوسرے لوگ ان سے سے محفوظ رہیں۔اسی طرح جو شخص ادھار لیتا ہے اور پھر استطاعت ہونے کے باوجود واپس نہیں کرتا اور لوگوں کا مال ناحق ضبط کرتا ہے تو اس دور میں ایسے شخص کو بھی قید کر لیا جاتا تھا۔

۴۔خلافتِ راشدہ میں نظام جیل خانہ جات:

الف۔عہد صدیقی :

سیدنا ابو بکر صدیق اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں آپ کا دور خلافت ۱۱ہجری (۶۳۲ء) تا ۱۳ہجری (۶۳۴ء) تقریباً ۲ سال ۳ ماہ اور ۱۰ دن ہے۔[17]
آپ کے دور خلافت میں کئی فتنوں نے سر اٹھایا اور آپ نے ان کا مقابلہ بڑی جوانمردی اور ثابت قدمی سے کیا۔ ان فتنوں میں باغیان اسلام، فتنہ ارتداد کے مرتکبین، نبوت کے جھوٹے داعی اور منکرین زکوۃ کا فتنہ شامل تھے۔آپؓ نے ان تمام کے خلاف جہاد کیا اور جنگجو قیدیوں کو مختلف گھروں میں قید کیا جاتا تھا۔اسی طرح اگر کوئی اپنے غلام کو قتل کر دیتا تو آپ اسے قید میں ڈال دیتے تھے۔

"كان ابوبكر وعمر لا يقتلان رجل بعبده كا نا يضرب بانه ماة ويسجنانه سنة ويحرمانه سهمه مع المسلمين سنة اذا قتله عمدا۔"[18]

"ابو بکر اور عمر کسی شخص کو اپنے غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کرتے تھے، دونوں اسے سو کوڑے لگاتے اور ایک سال کے لیے قید کر دیتے اور ایک سال کے لئے مسلمانوں کو کو ملنے والا وظیفہ اس پر روک لیتے، اگر اس نے جان بوجھ کر قتل کیا تھا۔"

[15]۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۱۱۰۔

al-Ṭabarī, *Tārīkh al-Umam wa'l-Mulūk* , 2:110.

[16]۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۵۰، رقم الحدیث: ۳۶۳۲۔

Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd,* 3:350, ḥadīth no. 3632.

[17]۔ حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت (لاہور، الفیصل ناشران، ۱۹۹۹ء) ص: ۱۰۱۔

Ḥāmid al-Anṣārī, *Islām kā Niẓām-e-Ḥukūmat* (Lahore: Al-Faiṣal Nāshirān, 1999), 101.

[18]۔ الصنعانی، عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام، المصنف (مکتبۃ الشاملۃ) ۱: ۴۹، رقم الحدیث: ۸۱۳۹۔

ʿAbd al-Razzāq ibn Hammām al-Ṣanʿānī, *Al-Muṣannaf* (Maktabat al-Shāmilah), 1:49, ḥadīth no. 8139.

عہدِ صدیقی میں اگر کوئی شخص چوری کرنے کے بعد دوبارہ چوری کرتا تو اسے قید میں ڈال دیا جاتا تھا تاکہ اسے دوبارہ جرم کرنے کی مہلت ہی نہ ملے۔[19] لیکن اس سب کے باوجود حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں کوئی باقاعدہ جیل یا قید خانہ قائم نہ ہوا۔

ب۔ عہد فاروقی:

سید نا عمر فاروق حضرت ابو بکر صدیق کے بعد ۱۳ھ کو منصب خلافت پر فائز ہوئے اور تقریباً ۱۰ سال ۶ ماہ اور ۱۹ دن امیر المومنین رہنے کے بعد ۲۳ھ کو خلعت شہادت پہنا۔[20]

آپ کا عرصہ خلافت اسلامی تاریخ ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔ آپ نے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں صحیح معنوں میں ایک اسلامی، رفاعی ریاست کی بنیاد رکھی۔ مستشرقین بھی آپ کی انداز حکمرانی پر کوئی انگلی اٹھانے سے قاصر نظر آتے ہیں۔ آپؓ نے ایسے نئے کام کئے جو پہلے نہیں تھے۔

> "آپؓ نے سب سے پہلے عدالتوں کو قائم کیا، اس کے علاوہ بیت المال کا قیام، جیلوں کا قیام، پولیس فوج، مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کیے، تاریخ اور سن کا قیام کرنا، نہریں کھدوائیں، اس کے علاوہ مردم شماری اور دریا کی پیداوار پر محصول لگایا۔"[21]

آپؓ نے ان تمام اداروں کو چلانے کا بہترین انتظام کیا اور تمام شعبوں کو اسلامی ریاست کے ہر حصے پر قائم کیا تاکہ کوئی اس سے محروم نہ رہ سکے۔ ان تمام شعبوں میں اسلامی ریاست میں منفرد کام جیلوں کا قیام تھا کہ جس کی بدولت آگے چل کر اسلامی معاشرہ امن و سلامتی کا ایک مثالی نمونہ بن گیا اور آج بھی تاریخ اس کی گواہی دیتی ہے۔ جیسا کہ مولانا شبلی نعمانی رقمطراز ہیں کہ سید نا عمر نے بھی اپنے عہد خلافت میں پولیس کا کوئی جداگانہ محکمہ تو قائم نہیں کیا لیکن جب زنا اور سرقہ وغیرہ کے بعض مقدمات قاضیوں کے ہاں فیصلے ہوئے تو اس کی ابتدائی کاروائیوں کے لیے پولیس کی ضرورت پڑی اس وجہ سے پولیس کا محکمہ قائم کیا گیا اس وقت اس کا نام 'احداث' تھا، چنانچہ پولیس افسر کو صاحب الاحداث کہتے ہیں۔ جب پولیس کا محکمہ وجود میں آیا تو اس کے لیے پھر جیل خانے بنانے پڑے اس طرح عہد فاروقی میں جیل خانہ جات کا نظام عمل میں لایا گیا۔"[22] حضرت عمر نے جرائم کی بیخ کنی کے لیے کئی جیل خانے تعمیر کیے تاکہ مجرموں کو سزا دی جاسکے۔ حضرت عمرؓ نے مکہ میں ایک مکان خرید کر اس کو جیل قرار دیا۔

---

[19]۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج (بیروت، دار المعرفہ للطباعت والنشر) ص: ۱۴۷۔

Abū Yūsuf Yaʿqūb ibn Ibrāhīm, *Kitāb al-Kharāj* (Beirut: Dār al-Maʿrifah li'l-Ṭibāʿah wa'l-Nashr), 147.

[20]۔ ابن سعد، الطبقات الکبری (بیروت، دار الفکر للطباعتہ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۴ھ) ۲، ۳۰۸۔

Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Fikr li'l-Ṭibāʿah wa'l-Nashr wa'l-Tawzīʿ, 1414 AH), 2:308.

[21]۔ علامہ شبلی نعمانی، الفاروق (لاہور، المیزان ناشران وتاجران کتب، ۲۰۱۱ء) ۲۰۵-۲۰۶۔

Shiblī Nuʿmānī, *Al-Fārūq* (Lahore: Al-Mīzān Nāshirān wa Tājirān-e-Kutub, 2011), 205–6.

[22]۔ امام سیوطی، تاریخ الخلفاء (لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری، ۲۰۰۱ء) ص: ۱۳۷۔

Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, *Tārīkh al-Khulafāʾ* (Lahore: Markaz Taḥqīq Dayāl Singh Library, 2001), 137.

"اشتریٰ نافع بن عبدالحارث دار اللسجن بمكة من صفوان بن اميه علیٰ ان عمر رضیٰ فالبیع بیعه وان لم یرض عمر فالصفوان اربع معة وسجن ابن زبیربمكة۔"[23]

"نافع بن عبدالحارث نے مکہ میں صفوان بن امیہ سے جیل کے لیے ایک مکان اس شرط پر خریدا کہ اگر عمرؓ راضی ہوئے تو یہ بیع ان کی ہوگی اور اگر راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو درہم دیے جائیں گے اور ابن زبیر کا جیل خانہ مکہ میں تھا۔"

قاضی القضاۃ جب قاضی شریح مقرر ہوئے تو فوجداری کے علاوہ دیوانی مقدمات کے لئے بھی ملزموں کو جیل بھیج دیا جاتا تھا، اس لیے مکہ کے علاوہ دوسرے اضلاع میں بھی جیلوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حضرت عمر نے مختلف جرائم پر جیل کی سزا دی۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حطیہ نامی شاعر کو ہجو کرنے پر جیل میں ڈالا۔[24]

مسلمانوں کی ہجو کرنیوالے، جھوٹی گواہی، تیسری بار چوری کرنیوالے اور مرتدین کو معافی مانگنے کی مہلت کے طور پر بھی قید خانہ میں بند کیا جاتا تھا۔ موجودہ حالات کی طرح ملزم کو جیل میں بند کیا جاتا تھا تاکہ جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے اس کو حراست میں رکھا جائے۔ اسی لیے البدایہ والنہایۃ میں ابن کثیرؒ درج فرماتے ہیں:

"جب حضرت عبید اللہ بن عمر نے ابولؤلؤ فیروز کی بیٹی کو قتل کر دیا اور جفینہ نامی آدمی پر تلوار کا وار کر کے اسے بھی قتل کر دیا اور حاکم تستر ہرمزان کو تلوار سے قتل کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے قتل میں ان دونوں نے ابولؤلؤ کی مدد کی تھی، عبداللہ بن عمرؓ نے ان کو جیل میں قید کرنے کا حکم دیا تاکہ ان کے بعد آنے والا خلیفہ ان کے بارے میں فیصلہ کرے۔"[25]

ج۔ عہد عثمانیؓ:

سیدنا عثمان بن عفان اسلامی حکومت کے تیسرے خلیفہ تھے آپ نے حضرت عمر کی شہادت کے بعد یکم محرم ۲۴ھ کو مسلمانوں کی قیادت سنبھالی آپ نے ۳۵ ہجری تک تقریباً بارہ سال خلافت کے امور کو سرانجام دیا۔[26]

سیدنا عثمان غنی نے اپنے سے پہلے گزرے ہوئے خلفاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلامی ریاست کو نہ صرف آدھی سے زیادہ دنیا پر پھیلا دیا بلکہ امن وامان کی صورتحال کو بھی قائم رکھا۔ حضرت عثمان نے ایک آدمی کو حج اور عمرہ کی اکٹھے نیت پر جیل میں بھجوا دیا امام ابنِ حزم ابن عزیز کی روایت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

[23]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۰۷ھ) ۲/۸۵۳۔
Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1407 AH), 2:853.

[24]۔ ڈاکٹر عبدالعزیز عامر، التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ، مترجم سید معروف شاہ (کراچی، ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۹۲ء) ۱/۱۰۹۔
ʿAbd al-ʿAzīz ʿĀmir, *Al-Taʿzīr fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah*, trans. Sayyid Maʿrūf Shāh (Karachi: Idārah Maʿārif Islāmī, 1992), 1:109.

[25]۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ (بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۲۸ء) ۷/۲۸۴۔
Ismāʿīl ibn ʿUmar ibn Kathīr, *Al-Bidāyah wa'l-Nihāyah* (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1428 AH), 7:284.

[26]۔ محمد بن جریر الطبری، تاریخ طبری، ۳/۳۶۲۔

Muḥammad ibn Jarīr al-Ṭabarī, *Tārīkh al-Ṭabarī*, 3:362.

"عثمان بن عفان سمع رجلا يهل بعمرة و حج فقال: علىٰ بالمهل فضربه و حلقه۔"[27]

"عثمان بن عفان نے ایک شخص کو عمرہ اور حج کے لیے نیت کرتے ہوئے سنا تو اس نے کہا میرے اوپر ایسے نیت کرنا فرض ہے تو آپ نے اسے درے لگائے اور قید خانہ میں پھینک دیا۔"

د۔ عہد علی :

سیدنا علی حضرت عثمان کے بعد ۳۵ھ کو منصب خلافت پر فائز ہوئے اور ۴۰ھ میں شہادت پائی۔ آپؓ کا عرصۂ خلافت تقریباً چار سال اور نو ماہ پر محیط ہے۔[28]

اسلامی ریاست کے حالات حضرت عثمان کے دور خلافت کے آخری دور میں کافی خراب ہو گئے تھے اور جب حضرت علی خلیفہ مقرر ہوئے تو پھر قصاص عثمان کے سلسلہ میں حالات اور خراب ہو گئے۔ لیکن حضرت علی نے پھر بھی اسلامی ریاست کو خوب سنبھالا۔ آپ نے معاشرہ مین امن وامان کے لئے مجرموں کو سخت سزائیں دیں جن میں قید بھی شامل تھی اس کے لیے جیلوں کو استعمال کیا گیا۔[29]

۵۔ نظام جیل خانہ جات عصرِ حاضر میں:

انسانی تہذیب و ثقافت کی طرح قید خانہ کی حیثیت میں بھی تبدیلیاں وقوع پزیر ہوتی رہی ہیں۔ جیل خانہ کی اولین صورت مختلف تھی اور اس کا استعمال آج سے مختلف ہو سکتا تھا۔ جیلوں کا استعمال مجرموں کو جرم سے روکنے اور باقی معاشرہ کو ان کے شر سے بچانے کے لیے بھی ہوتا رہا ہے اور سیاسی مخالفین کو بغیر کسی جرم کے بھی قید کی ظلمتوں میں دھکیلا گیا ہے اور کبھی مذہبی، لسانی اور قومی تعصب کی آڑ میں بے گناہ لوگوں کو جیل میں ڈال دیا جاتا۔

"قدیم یونانی اور رومی ادوار میں معاشرہ میں امن قائم رکھنے کے لیے متاثرہ فریق کے نقصان کا ازالہ کر دیا جاتا تھا لیکن بعد میں مڈل ایج کے چرچ نے اسے قید، جسمانی تشدد اور موت میں تقسیم کر کے اپنی اہمیت کو بڑھانا چاہا۔"[30]

جیل کی موجودہ شکل کا آغاز سب سے پہلے ۱۱۶۶ء میں شاہ ہنری دوم کے حکم پر جیلیں بنانے پر ہوا۔[31]

ورک ہاؤس یا اصلاحی مقامات کے نام سے نصف سولہویں اور سترھویں صدی میں پہلی حقیقی جیلیں تعمیر کی گئیں۔ ورک ہاؤس، جیل کی ایک قسم تھی جو بعد میں ختم ہو گئی اور جیل کا لفظ استعمال ہونے لگا۔[32]

---

27. ابن حزم، المحلی، ۷:۱۰۷۔

ʿAlī ibn Ḥazm, *Al-Muḥallā*, 7:107.

28. ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲:۵۴۔

Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 2:54.

29. ڈاکٹر حمید الدین، تاریخ اسلام (لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ) ص: ۱۶۱۔

Ḥamīd al-Dīn, *Tārīkh-e-Islām* (Lahore: Feroz Sons Limited), 161.

30. Charles J .Guthric , :prison : in Encyclopedia of Religion and Ethics,1930

31. Norwal Morris and Dawid J.Rothman,The Oxford History of the Prison: The Practice of the Punishment in Western Society,(London:Oxford University Press1995)31

32. Encyclopedia of Britanica, S.V 'Jail' Grolier Incorporated, 5th ed 1984)Vol:22

سولہویں اور سترھویں صدی کی جیلوں کے حالات تنے اچھے نہ تھے جو عمارت یا جگہ جیل قرار دی جاتی تھی وہ انتہائی تنگ، ناقص، بدبودار اور اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی جہاں انسان تو کیا کوئی جانور بھی نہی رہ سکتا تھا۔ تمام عمر اور جنس کے لوگ اکٹھے قید کیے جاتے تھے۔ جس سے کئی طرح کیا اخلاقی برائیاں جنم لیتی تھیں۔ قیدیوں کو بیڑیاں پہنائی جاتی تھیں اور کوڑے مارے جاتے تھے جس سے انکا چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ ان حالات میں ایک بدترین مثال "نیوگیٹ جیل" کی ہے جہاں گندگی اور غلاظت کی وجہ سے بیماری پھیل گئی اور بہت سے قیدی مر گئے ۱۷۸۰ء میں خراب حالت کی وجہ سے اس جیل کو گرادیا گیا۔[33]

کم عمر مجرموں کے لیے Hospice of San Michele کے نام سے روم میں ۱۷۰۳ء میں اصلاحی جیل تعمیر کی گئی۔ جہاں پر مجرموں کو عمر کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رکھا جاتا تھا دن کو ان سے کام کروایا جاتا اور رات کو ان کی اصلاح کی جاتی تھی۔[34]

John Howard ۱۷۲۶ء-۱۷۹۰ء جیلوں اور قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لیے اٹھارہویں صدی کی مشہور شخصیت ہے۔ یہ خود کسی وقت قیدی رہ چکا تھا اور جب یہ 'بیڈفورڈشائر' کا ۱۷۷۳ء میں سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوا تو یہ پہلے سے ہی جیل کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اور اسے قیدیوں کے مسائل کے بارے میں بخوبی آگاہی تھی۔ اس نے جیل کا دورہ کیا اور وہاں پر موجود بے گناہ لوگوں کو عدالتی حکم کے بعد فوری رہا کرنے کے کا حکم دیا۔[35](۴۰) جیل کے بارے میں ان کی خدمات کا تذکرہ یوں ملتا ہے:

> "In 1776, John Howard (jailor of Bedfordshire) wrote a shocking account of conditions in English prison in his book: The State of Prison in England and Wales: Howard first proposed the idea of reforming criminals rather than simply punishing them. He believed in separate cells and useful occupations for all prisons."[36]

> "1977ء میں جان ہاورڈ نے جو کہ بیڈفورڈ جیل کے افسر تھے نے اپنی کتاب: انگلینڈ اور ویلز میں قیدیوں کی صورتحال: میں قیدیوں کے حیران کن حالات کو بیان کیا ہے۔ ہاورڈ نے قیدیوں کو سزا دینے کی بجائے ان کی اصلاح کی کوشش کرنے کا نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ قیدیوں کے علیحدہ علیحدہ کمرے ہونے ضروری ہیں اور ان کے لیے کوئی مفید کام ہونا چاہیے۔"

یہ جان ہارورڈ کی ہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ انگلستان میں ۱۷۷۸ء میں قیدیوں اور جیل کی اصلاحات کے حوالے سے ایک پرزن ایکٹ پاس ہوا اس میں قیدیوں کی بھلائی کے لیے قانون پاس کیے گئے اور یہ جیل اور اس سے متعلقہ امور کی اصلاح کے لیے سنگ میل کی حثیت رکھتا ہے۔

Elizabeth Fry نے انیسویں صدی کے آخر میں خواتین قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لیے بہت کام کیا اس نے ۱۸۱۳ء میں نیوگیٹ جیل کا دورہ کیا اور قیدی خواتین کے بچوں کے لیے ایک تنظیم بنائی جو ان کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے کام کرتی رہی۔ قید تنہائی جو کہ قیدیوں کے لیے ایک بہت سخت سزا تھی اس کو ختم کرنے کی باقاعدہ کوششیں کی گئیں، قیدیوں اور جیلوں کے نظام کی بہتری کے لیے پرزن ایکٹ بنائے

---

33. Beatrice Web, English Prisons Under Local Government (London Longmans, Green,1922)p.63
34. Encyclopedia American, S.V, "Prisons"
35. John Howard ,The State of Prisons in England and Wales (New York: Public Library,1977)p. 38-42.
36. The World Book Encyclopedia, S.V, Prisons (Chicago :Field Enterprises.) Vol .13

گئے۔The probation act 1907 کے تحت معمولی قسم کے جرم کرنیوالوں کو جیلوں میں قید کرنے کی بجائے عدالت کی طرف سے پروبیشن آفیسر کی تحویل میں دے دیا جاتا جو اس کی اصلاح کرتا کہ وہ اپنے جرم سے توبہ کرے اور دوبارہ جرم کرنے سے توبہ کرے اگر وہ اس بات کا عہد کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا۔[37]

معاشرے میں جتنی زیادہ قانون کی بالادستی ہو گی اتنا ہی امن کی صورتحال بہتر ہو گی اس کے پیش نظر اسی لیے The Prevention of Crime Act 1908 کا قانون بنایا گیا جس کی بناء پر دو نئے نظام بنائے گئے جس کی وجہ سے نظام جیل خانہ جات میں مزید بہتری آگئی بوسٹل نظام کا قیام اور احتیاطی نظر بندی۔

جب بھی جیل کا لفظ آتا ہے تو ایک خاکہ بن جاتا ہے کہ موٹی موٹی دیواروں اور سخت سلاخوں سے آراستہ کوئی چیز ہو گی لیکن برطانیہ میں New Hell Camp کے نام سے ایک ایسی جیل بنائی گئی جو کہ کھلے میدان میں تھی اور قیدیوں کو پوری آزادی تھی اور ساتھ ہی ان کی اصلاح کی کوششوں کو تیز کر دیا گیا۔[38]

دوسری جنگ عظیم کے بعد جیلوں میں ماہر نفسیات مقرر کیے گئے جو نفسیاتی طور پر مجرموں کی اصلاح کی کوشش کرتے اور ان کو یہ باور کراتے کہ آپ جو کام کر رہے ہیں اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہی ہو گا بلکہ یہ آپ اور آپکے ہل خانہ کے لئے نقصان کا باعث ہو گا اور خاص کر نفسیاتی مریضوں کے لیے ایک علیحدہ جیل Garden Underwood Jail کے نام سے بنائی گئی۔[39]

آج کے دور میں جیلوں کی کئی اقسام ہیں ان میں اصلاحی جیلیں، مقامی جیلیں، احتیاطی نظر بندی کی جیلیں، مجرموں کی بستیاں، عادی نشہ بازوں کی جیلیں، اور پاگل مجرموں کی جیلیں وغیرہ اہم ہیں۔ جوں جوں آبادی بڑھ رہی ہے اور مادیت پرستی زیادہ رواج پارہی ہے جرائم کی شرح بڑھ رہی ہے اس کے پیش نظر جیلوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ آج کے جدید دور میں جیلیں بھی جدید تقاضوں کے مطابق بنائی جارہی ہیں۔ ماضی کی نسبت اب قیدیوں کو ان کے بنیادی حقوق تک رسائی حاصل ہے۔ اسلام سے قبل زیادہ تر قیدی جرم کی وجہ سے کم اور حریف ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوتے تھے۔ عہد نبوت ﷺ میں جیلوں کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں تھا۔ اسلام میں سب سے پہلے حضرت عمر نے باقاعدہ جیلیں تعمیر کروائیں جیلوں کے نظام کو عہد عثمانی اور علی میں بھی مزید ترقی ملی۔ عباسی دور میں پختہ جیل خانے تعمیر کیے گئے۔ مغلیہ دور میں جیلوں کا استعمال سیاسی مخالفین کو قید کرنے کے لیے ہوتا رہا اس دور میں تہ خانوں کا استعمال بطور جیل ہوتا رہا۔

۶۔ نتیجہ بحث:

خلافتِ راشدہ کے دوران نظام جیل خانہ جات کا تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں جیل خانہ جات کے قیام کا مقصد بنیادی طور پر اخلاقی، اصلاحی اور سماجی انصاف کی فراہمی تھا۔ دیگر نظاموں کے برعکس اسلام کے ابتدائی دور کے ماڈل کا مقصد ایک ایسا عارضی اور لازمی نظام کا قیام تھا کہ جس میں قیدیوں کی اخلاقی تربیت، معاشرتی تحفظ اور عوامی نظم ونسق کو یقینی بنایا جاسکے۔ قید خانوں کی بتدریج

---

37. Ruggles, Sir Evely John, The English Prison System, (Macmillan and Co. Limited, 1921)p.109.
38. Shubra Ghosh, Open Prisons and the Inmates (New Dehli; Mittel Publications,1992) p.9.
39. Everyman's Encyclopedia , S .V " prisons"

ارتقاء، خاص طور پر عہدِ فاروقی میں ایک مضبوط عزم کے ساتھ انسانی وقار اور عدالتی شفافیت و مساوات کا خیال ان کی انتظامی پختگی کو ظاہر کرتا ہے۔ مطالعہ ہذا خلافت راشدہ کے حکمرانوں کے احتساب، قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک اور متناسب سزا کو بھی واضح کرتا ہے۔ غیر قانونی قید کی عدم موجودگی اور ذمہ داری کے متبادل صورتوں کو ترجیح دینا متوازن قانونی فلسفے کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے عہد میں قیدیوں کے حقوق پامال نہیں کیے جاتے تھے بلکہ ان کی فلاح و بہبود، معاونت اور اخلاقی بحالی کو ریاست کی ذمہ داری سمجھا جاتا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ کا نظامِ جیل خانہ جات قیدیوں کی اصلاح اور ان کے ساتھ انصاف کا رویہ رکھنے کا ابتدائی نمونہ پیش کرتا ہے جو اخلاقی تربیت اور سماجی ذمہ داری کے احساس پر مبنی ہے۔ اس کے احتساب اور سزا کے اصول دورِ جدید کے مباحث سے متعلقہ ہیں۔

خلاصہ یہ کہ خلافتِ راشدہ کا نظامِ قید خانہ اصلاحی انصاف کا ابتدائی نمونہ پیش کرتا ہے جو اخلاقی حکمرانی اور سماجی ذمہ داری پر مبنی ہے۔ اس کے اصول سزا کی اصلاح پر معاصر مباحث کے لئے انتہائی متعلقہ ہیں۔ یہ بتاتے ہیں کہ نظامِ عدل کس طرح قانون کے نفاذ کو ہمدردی، اصلاحِ احوال، اور انسانی حقوق کے احترام کے ساتھ توازن میں لا سکتے ہیں۔